

ترجمہ کنزالایمان:- تم فرماؤ میں اس کی پناہ لیتا ہوں جو صبح کا پیدا کرنے والا ہے اس کی سب مخلوق کی شر سے اور اندھیری ڈالنے والے کے شر سے جب وہ ڈوبے اور اُن عورتوں کے شر سے جو گرہوں میں پھونکتی ہیں اور حسد والے کے شر سے جب وہ مجھ سے جلے۔

سورة الناس

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝۱ مَلِكِ النَّاسِ ۝۲ اِلٰهِ النَّاسِ ۝۳ مِنْ شَرِّ
الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝۴ الَّذِي يُّوسْوِسُ فِىْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝۵ مِنْ
الْجَنَّةِ وَالنَّاسِ ۝۶ (پ ۳۰، الناس: ۱-۶)

ترجمہ کنزالایمان:- تم کہو میں اس کی پناہ میں آیا جو سب لوگوں کا رب سب لوگوں کا بادشاہ سب لوگوں کا خدا اس کے شر سے جو دل میں بڑے خطرے ڈالے اور دبک رہے وہ جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں جن اور آدمی۔

﴿۶۵﴾ حضرت خضر علیہ السلام کی بتائی ہوئی دعا

حضرت علامہ محمد بن سماک علیہ الرحمۃ بہت جلیل القدر محدث اور باکرامت ولی تھے۔ ایک مرتبہ یہ بہت سخت بیمار ہو گئے تو ان کے متوسلین ان کا قارورہ لے کر ایک نصرانی طبیب کے پاس چلے۔ راستے میں ان لوگوں کو ایک بہت ہی خوش پوشاک بزرگ ملے جن کے بدن سے بہترین خوشبو آ رہی تھی۔ انہوں نے فرمایا کہ تم لوگ کہاں جا رہے ہو؟ ان لوگوں نے کہا کہ حضرت محمد بن سماک علیہ الرحمۃ بہت سخت علیل ہیں یہ اُن کا قارورہ ہے جس کو ہم فلاں طبیب کے پاس لے جا رہے ہیں۔ یہ سن کر ان بزرگ نے فرمایا کہ سبحان اللہ! ایک اللہ عزوجل کے ولی کے لئے تم لوگ ایک اللہ عزوجل کے دشمن سے مدد طلب کر رہے ہو؟ قارورہ پھینک کر واپس جاؤ اور محمد بن سماک علیہ الرحمۃ سے کہہ دو کہ مقام درد پر **وَبِالْحَقِّ اُنْزِلْنٰهُ** **وَبِالْحَقِّ نَزَلَ** ^ط (پ ۱۵، بنی اسرائیل: ۱۰۵) پڑھ کر دم کریں۔

یہ فرما کر بزرگ غائب ہو گئے اور لوگوں نے واپس ہو کر حضرت محمد سماک علیہ الرحمۃ سے ذکر کیا تو آپ نے مقام درد پر ہاتھ رکھ کر آیت کے ان دونوں جملوں کو پڑھا تو فوراً ہی آرام ہو گیا۔ پھر حضرت محمد بن سماک علیہ الرحمۃ نے لوگوں سے فرمایا کہ وہ بزرگ جنہوں نے تم لوگوں کو یہ وظیفہ بتایا، تمہیں یہ خبر ہے کہ وہ کون بزرگ تھے؟ لوگوں نے کہا کہ جی نہیں۔ ہم لوگوں نے انہیں نہیں پہچانا۔ تو حضرت محمد بن سماک علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ وہ بزرگ حضرت خضر علیہ السلام تھے۔ (تفسیر مدارک التنزیل، ج ۳، ص ۱۹۵، پ ۱۵، بنی اسرائیل: ۱۰۵)

قرآن مجید کی آیت کا اتنا سا ٹکڑا ہر مرض کی مکمل دوا اور مجرب علاج ہے۔ مرض کی جگہ پر ہاتھ رکھ کر پڑھ دیا جائے تو بیماری دور ہو جاتی ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ پڑھنے والا پابند شریعت اور صدق مقال و رزق حلال پر کاربند ہو۔ بلاشبہ یہ آیت شفاء امراض کے لئے قرآن مجید کے عجائب میں سے ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ وَصَحْبِهِ اَجْمَعِينَ

تلاوت کی اہمیت و آداب

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ الْقُرْآنُ عَلَى خَمْسَةِ أَوْجِهٍ حَلَالٍ وَحَرَامٍ وَمُحْكَمٍ وَمُتَشَابِهٍ وَأَمْثَالٍ فَاحْلُوا الْحَلَالَ وَحَرِّمُوا الْحَرَامَ وَعَمَلُوا بِالْمُحْكَمِ وَأَمِنُوا بِالْمُتَشَابِهِ وَاعْتَبِرُوا بِالْأَمْثَالِ.

(مشكاة المصابيح، كتاب الإيمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الثاني، ج ۱، ص ۹۹، رقم ۱۸۲)

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن پانچ طریقوں پر نازل ہوا۔ حلال و حرام و محکم و متشابہ اور امثال۔ تو تم لوگ حلال کو حلال جانو اور حرام کو حرام جانو اور محکم پر عمل کرو اور متشابہ پر ایمان لاؤ اور مثलों (گزشتہ امتوں کے قصوں اور مثالوں) سے عبرت حاصل کرو۔

قرآن عظیم کے مذکورہ بالا پانچوں مضامین پر مطلع ہونے کے لئے ضروری ہے کہ قرآن پاک کو بغور اور بار بار سمجھ کر پڑھا جائے۔ اسی لئے تلاوت قرآن مجید کا اس قدر زیادہ ثواب ہے کہ ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں ملتی ہیں یعنی مثلاً کسی نے صرف اَلَمْ پڑھا اور اس کی تلاوت مقبول ہوگئی تو اس کو تیس نیکیاں ملیں گی کیونکہ اس نے قرآن کے تین حرفوں کو پڑھا ہے۔

تلاوت کے چند آداب

{ ۱ } مسواک کر کے صحیح طریقے سے وضو کر لے اور قبلہ رو ہو کر بیٹھ جائے اور اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ پڑھ کر الفاظ و معانی میں غور و فکر کرتے ہوئے دل کو پوری طرح متوجہ کر کے خشوع و خضوع اور نہایت عجز و انکساری کے ساتھ تلاوت میں مشغول ہو اور نہ بہت بلند آواز سے پڑھے اور نہ بہت پست آواز کرے۔ بلکہ درمیانی آواز سے پڑھے۔

{ ۲ } بہتر یہ ہے کہ دیکھ کر تلاوت کرے کیونکہ قرآن مجید کو دیکھنا بھی عبادت ہے اور عبادتوں میں ثواب بھی دوگنا ملتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس نے دیکھ کر قرآن مجید کی تلاوت کی اس کے لئے دو ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی اور جس نے زبانی پڑھا اس کے لئے ایک ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی۔

(کنز العمال، کتاب الاذکار، قسم الاقوال، الباب فی تلاوة القرآن الخ رقم ۲۳۰۱، ج ۱، ص ۲۶۰)

{ ۳ } تین دن سے کم میں قرآن کریم نہ ختم کرے بلکہ کم از کم تین دن یا سات دن یا چالیس دن میں قرآن کریم ختم کرے تاکہ معانی و مطالب کو سمجھ کر تلاوت کرے۔

{ ۴ } ترتیل کے ساتھ اطمینان سے اور ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کرے۔ ارشاد بانی ہے:

وَمَاتِلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيْلًا ۝ (پ ۲۹، المزمل: ۴)

یعنی خوب ٹھہر ٹھہر کر قرآن مجید کو پڑھو۔

اس میں کئی فائدے ہیں، اولاً تو اس سے قرآن مجید کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔ اور ثانیاً قرآن مجید کے عجائب و غرائب کو سوچنا اور معانی کو سمجھنا ہی تلاوت کا مقصود اعظم ہے اور یہ ترتیل کے بغیر دشوار ہے۔

{ ۵ } بوقت تلاوت ہر لفظ کے معانی پر نظر رکھے اور وعدہ و وعید کو سمجھنے کی کوشش کرے اور ہر خطاب میں اپنے کو مخاطب تصور کرے اور امر و نہی اور قصص و حکایات میں اپنے آپ کو مرجع خطاب سمجھے اور احکام پر عمل پیرا ہونے اور ممنوعات سے باز رہنے کا پختہ ارادہ کر لے۔

{ ۶ } دوران تلاوت جس جگہ جنت اور اس کی نعمتوں کا ذکر آئے یا حفظ و امان اور سلامتی ایمان یا کسی بھی پسندیدہ چیز کا ذکر آئے تو ٹھہر کر دعا کرے اور جس جگہ جہنم اور اسکے عذابوں کا ذکر آئے یا ان جیسی کسی بھی باعث خوف چیز کا تذکرہ آئے تو ٹھہر کر ان چیزوں سے اللہ عز و جل کی پناہ مانگے اور خوفِ الہی عز و جل سے رو پڑے اور اگر روانہ آئے تو کم از کم رونے کی صورت بنا لے۔

{ ۷ } رات کے وقت تلاوت کی کثرت کرے کیونکہ اس وقت ذہن پرسکون اور دل مطمئن ہوتا ہے۔ تلاوت کے لئے سب سے افضل وقت سال بھر میں رمضان شریف کے آخری دس ایام اور ذوالحجہ کے ابتدائی دس دن ہیں۔ اس کے بعد جمعہ پھر دو شنبہ پھر پنج شنبہ اور رات میں تلاوت کا بہترین وقت مغرب اور عشاء کے درمیان ہے اور اس کے بعد نصف شب کے بعد اور دن میں سب سے عمدہ صبح کا وقت ہے۔

{ ۸ } خوش الحانی اور تجوید کے ساتھ حروف کی صحیح ادائیگی اور اوقاف کی رعایت کرتے ہوئے تلاوت کرے مگر اس کا لحاظ رہے کہ خوش الحانی کے لئے قواعد موسیقی اور گانے کے لہجوں کا ہرگز ہرگز استعمال نہ کرے۔

{ ۹ } تلاوت کے وقت قرآن کریم کی عظمت پر نظر رکھے اور آیت کریمہ

لَوْ أَنْزَلْنَاهُ الْقُرْآنَ عَلَى جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةٍ

اللَّهُ ۝ (پ ۲۸، الحشر: ۲۱)

یعنی اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتارتے تو ضرور تو اسے دیکھتا جھکا ہوا پاش پاش ہوتا اللہ کے خوف سے۔ آیت کے اس مضمون کو بوقت تلاوت اپنے ذہن میں حاضر رکھے اور خوفِ الہی سے بھرپور ہو کر نہایت عاجزی کے ساتھ تلاوت کرے۔

{ ۱۰ } جو آیتیں اپنے حال کے مطابق ہوں، ان کو بار بار پڑھنا چاہئے اور قرآن عظیم پڑھتے وقت یہ خیال جمائے کہ گویا خداوند تعالیٰ کے حضور میں پڑھ رہا ہے۔ جب اس منزل پر پہنچ جائے تو یہ تصور جمائے کہ گویا رب کریم مجھ ہی سے خطاب فرما رہا ہے اور اس ترقی کی انتہا یہ ہے کہ یہ تصور پیدا ہو جائے کہ قرآن عظیم پڑھنے والا گویا اللہ تعالیٰ اور اسکی صفات و افعال کو اس کے کلام میں دیکھ رہا ہے۔ لیکن یہ بلند مرتبہ صدیقین کے لئے مخصوص ہے ہر کس و ناکس کو یہ حاصل نہیں ہوتا۔ { ۱۱ } جب تنہائی میں ہو تو درمیانی آواز سے تلاوت کرنا بہتر ہے۔ لیکن اگر بلند آواز سے تلاوت کرنے میں ریاکاری کا خوف ہو یا کسی نمازی کی نماز میں خلل کا اندیشہ ہو یا کچھ لوگ گفتگو میں مصروف ہیں اور ان کے تلاوت نہ سننے کا گمان ہو تو ان صورتوں میں قرآن مجید کو آہستہ پڑھنا بہتر ہے۔ ایسے مواقع کے لئے حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ ”پوشیدہ عمل“ ظاہری عمل سے سترگنا زیادہ ثواب رکھتا ہے۔

بہر حال قرآن مجید کی تلاوت کے وقت آداب کا لحاظ رکھنا نہایت ضروری ہے تاکہ دین و دنیا کی بے شمار برکتیں حاصل ہوں اور ہرگز ہرگز آداب سے غفلت نہ ہونے پائے کہ یہ غفلت برکاتِ دین سے بہت بڑی محرومی کا سبب ہے۔

اللَّهُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ الصَّادِقِينَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنَ الْكَافِرِينَ آمِينَ بِجَاهِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ
صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ ۝

غرائب القرآن

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مُبَسِّمًا وَمُحَمَّدًا وَمُصَلِّيًا

عرض مصنف

بجہ تعالیٰ ”عجائب القرآن“ طبع ہو جانے کے بعد جو پینسٹھ عنوانوں پر قرآنی عجائبات کا بہترین گلدستہ ہے۔ اب قرآن مجید کے مزید چند عجائبات اور تعجب خیز حیرت انگیز واقعات کا مجموعہ، جو ستر عنوانوں پر مشتمل ہے، نیز ان عنوانات سے تعلق رکھنے والی آیتوں کا ترجمہ، تفسیر و شان نزول و نکات و درس ہدایت ”غرائب القرآن“ کے نام سے ناظرین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

”عجائب القرآن“ اور ”غرائب القرآن“ یہ دونوں کتابیں قرآن مجید کے مضامین پر ایامِ علالت میں میری محنتوں کا ثمرہ ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل میری ان دینی تصنیفات کو قبولیت دارین کی کرامتوں سے سرفراز فرمائے۔ اور میرے لئے، نیز والدین، اساتذہ و تلامذہ و مریدین کے لئے زادِ آخرت و ذریعہ مغفرت بنائے اور میرے نواسہ عزیز القدر مولانا فیض الحق صاحب کو فیضانِ علم و عمل و برکات دارین کی دولتوں سے مالا مال فرمائے کہ وہ اس کتاب کی تدوین و تمییز میں میرے شریک کار بنے رہے۔ (آمین)

ناظرین کرام سے گزارش ہے کہ وہ میری مکمل صحت و عافیت کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔ تاکہ میں صحت مند ہو کر آخر حیات تک درس حدیث و مواظبہ و تصنیفات کا کام جاری رکھ سکوں۔

وَمَا ذَالِكَ عَلَى اللَّهِ بَعِيزٌ وَهُوَ حَسْبِي وَنِعْمَ الْوَكِيلُ وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ حَبِيبِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ

عبدالمصطفیٰ الاعظمیٰ عفی عنہ

گھوٹی۔ ۲۳ رمضان ۱۴۰۲ھ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مُبَسَّمًا وَمُحَمَّدًا وَمُصَلِّيًا

﴿ ۱ ﴾ تخلیق آدم علیہ السلام

حضرت آدم علیہ السلام کی نہ ماں ہیں نہ باپ۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مٹی سے بنایا ہے۔ چنانچہ روایت ہے کہ جب خداوند قدوس عزوجل نے آپ کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت عزرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ زمین سے ایک مٹھی مٹی لائیں۔ حکم خداوندی عزوجل کے مطابق حضرت عزرائیل علیہ السلام نے آسمان سے اتر کر زمین سے ایک مٹھی مٹی اٹھائی تو پوری روئے زمین کی اوپری پرت چھلکے کے مانند اتر کر آپ کی مٹھی میں آ گئی۔ جس میں ساٹھ رنگوں اور مختلف کیفیتوں والی مٹیاں تھیں یعنی سفید و سیاہ اور سرخ و زرد رنگوں والی اور نرم و سخت، شیریں و تلخ، نمکین و پھسکی وغیرہ کیفیتوں والی مٹیاں شامل تھیں۔ (تذکرۃ الانبیاء، ص ۴۸)

پھر اس مٹی کو مختلف پانیوں سے گوندھنے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ ایک مدت کے بعد یہ چکنے والی بن گئی۔ پھر ایک مدت تک یہ گوندھی گئی تو کیچڑ کی طرح بودار گارا بن گئی۔ پھر یہ خشک ہو کر کھنکھاتی اور بجتی ہوئی مٹی بن گئی۔ پھر اس مٹی سے حضرت آدم علیہ السلام کا پتلا بنا کر جنت کے دروازے پر رکھ دیا گیا جس کو دیکھ دیکھ کر فرشتوں کی جماعت تعجب کرتی تھی۔ کیونکہ فرشتوں نے ایسی شکل و صورت کی کوئی مخلوق کبھی دیکھی ہی نہیں تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس پتلے میں روح کو داخل ہونے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ روح داخل ہو کر جب آپ کے نھتوں میں پہنچی تو آپ کو جھینک آئی اور جب روح زبان تک پہنچ گئی، تو آپ نے ”الحمد للہ“ پڑھا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”یرحمک اللہ“ یعنی اللہ تعالیٰ تم پر رحمت فرمائے۔ اے ابو محمد (آدم) میں نے تم کو

اپنی حمد ہی کے لئے بنایا ہے۔ پھر رفتہ رفتہ پورے بدن میں روح پہنچ گئی اور آپ زندہ ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ (تفسیر خازن، ج ۱، ص ۴۳، پ ۱، البقرة: ۳۰)

ترمذی اور ابوداؤد میں یہ حدیث ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کا پتلا جس مٹی سے بنایا گیا چونکہ وہ مختلف رنگوں اور مختلف کیفیتوں کی مٹیوں کا مجموعہ تھی اسی لئے آپ کی اولاد یعنی انسانوں میں مختلف رنگوں اور قسم قسم کے مزاجوں والے لوگ ہو گئے۔

(تفسیر صاوی، ج ۱، ص ۴۹، پ ۱، البقرة: ۳۰)

حضرت آدم علیہ السلام کی کنیت ابو محمد یا ابو البشر اور آپ کا لقب ”خلیفۃ اللہ“ ہے اور آپ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں۔ آپ نے نو سو ساٹھ برس کی عمر پائی اور بوقت وفات آپ کی اولاد کی تعداد ایک لاکھ ہو چکی تھی۔ جنہوں نے طرح طرح کی صنعتوں اور عمارتوں سے زمین کو آباد کیا۔ (تفسیر صاوی، ج ۱، ص ۴۸، پ ۱، البقرة: ۳۰)

قرآن مجید میں بار بار اس مضمون کا بیان کیا گیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق مٹی سے ہوئی۔ چنانچہ سورہ آل عمران میں ارشاد فرمایا کہ

إِنَّمَا مَثَلُ عِيسَىٰ عِنْدَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ ۖ خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿۵۹﴾ (پ ۳، آل عمران: ۵۹)

ترجمہ کنز الایمان :- عیسیٰ کی کہات اللہ کے نزدیک آدم کی طرح ہے اسے مٹی سے بنایا پھر فرمایا ہو جاوہ فوراً ہو جاتا ہے۔

دوسری آیت میں اس طرح فرمایا کہ

إِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِنْ طِينٍ لَّازِبٍ ۝ (پ ۲۳، الصافات: ۱۱)

ترجمہ کنز الایمان :- بیشک ہم نے ان کو چپکتی مٹی سے بنایا۔

کہیں یہ فرمایا کہ

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ ﴿٣٦﴾

(پ ۴، الحجر: ۲۶)

ترجمہ کنزالایمان: اور بیشک ہم نے آدمی کو بجتی ہوئی مٹی سے بنایا جو اصل میں ایک سیاہ بودار گار تھی۔

حضرت حواء رضی اللہ تعالیٰ عنہا: جب حضرت آدم علیہ السلام کو خداوندِ قدوس نے بہشت میں رہنے کا حکم دیا تو آپ جنت میں تنہائی کی وجہ سے کچھ ملول ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر نیند کا غلبہ فرمایا اور آپ گہری نیند سو گئے تو نیند ہی کی حالت میں آپ کی بائیں پسلی سے اللہ تعالیٰ نے حضرت حواء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پیدا فرمادیا۔

جب آپ نیند سے بیدار ہوئے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ ایک نہایت ہی خوبصورت اور حسین و جمیل عورت آپ کے پاس بیٹھی ہوئی ہے۔ آپ نے ان سے فرمایا کہ تم کون ہو؟ اور کس لئے یہاں آئی ہو؟ تو حضرت حواء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا کہ میں آپ کی بیوی ہوں اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اس لئے پیدا فرمایا ہے تاکہ آپ کو مجھ سے اُنس اور سکون قلب حاصل ہو۔ اور مجھے آپ سے اُنسیت اور تسکین ملے اور ہم دونوں ایک دوسرے سے مل کر خوش رہیں اور پیار و محبت کے ساتھ زندگی بسر کریں اور خداوندِ قدوس عزوجل کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے رہیں۔ (تفسیر روح المعانی، ج ۱، ص ۳۱۶، پ ۱، البقرة: ۳۵)

قرآن مجید میں چند مقامات پر اللہ تعالیٰ نے حضرت حواء کے بارے میں ارشاد فرمایا، مثلاً!

وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ﴿٤﴾ (النساء: ۱)

ترجمہ کنزالایمان: اور اسی میں سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت مرد و عورت پھیلا دیئے۔

درس ہدایت: حضرت آدم و حواء علیہما السلام کی تخلیق کا واقعہ مضاہین قرآن مجید کے ان

عجائبات میں سے ہے جس کے دامن میں بڑی بڑی عبرتوں اور نصیحتوں کے گوہر آبدار کے انبار پوشیدہ ہیں جن میں سے چند یہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنایا اور حضرت حواء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت آدم علیہ السلام کی پسلی سے پیدا فرمایا۔ قرآن کے اس فرمان سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ خلاق عالم جل جلالہ نے انسانوں کو چار طریقوں سے پیدا فرمایا ہے:

﴿اول﴾ یہ کہ مرد و عورت دونوں کے ملاپ سے، جیسا کہ عام طور پر انسانوں کی پیدائش ہوتی ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں صاف صاف اعلان ہے کہ

إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ تُطْفَئَةٍ أَمْشَاجٍ (پ ۲۹، الدھر: ۲)

ترجمہ کنز الایمان: بیشک ہم نے آدمی کو پیدا کیا مٹی ہوئی مٹی سے

﴿دوم﴾ یہ کہ تنہا مرد سے ایک انسان پیدا ہو۔ اور وہ حضرت حواء رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حضرت آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی سے پیدا فرمادیا۔

﴿سوم﴾ یہ کہ تنہا ایک عورت سے ایک انسان پیدا ہو۔ اور وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں جو کہ پاک دامن کنواری بی بی مریم علیہا السلام کے شکم سے بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔

﴿چہارم﴾ یہ کہ بغیر مرد و عورت کے بھی ایک انسان کو خداوند قدوس عز و جل نے پیدا فرمادیا اور وہ انسان حضرت آدم علیہ السلام ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مٹی سے بنادیا۔ ان واقعات سے مندرجہ ذیل اسباق کی طرف راہنمائی ہوتی ہے۔

{۱} خداوند قدوس ایسا قادر و قیوم اور خلاق ہے کہ انسانوں کو کسی خاص ایک ہی طریقے سے پیدا فرمانے کا پابند نہیں ہے، بلکہ وہ ایسی عظیم قدرت والا ہے کہ وہ جس طرح چاہے انسانوں کو پیدا فرمادے۔ چنانچہ مذکورہ بالا چار طریقوں سے اس نے انسانوں کو پیدا فرمادیا۔ جو اس کی قدرت و حکمت اور اس کی عظیم الشان خلافت کا نشانِ اعظم ہے۔

سبحان اللہ! خداوندِ قدوس کی شانِ خالقیت کی عظمت کا کیا کہنا؟ جس خلاقِ عالم نے کرسی و عرش اور لوح و قلم اور زمین و آسمان کو ”کُن“ فرما کر موجود فرمادیا اس کی قدرتِ کاملہ اور حکمتِ بالغہ کے حضور خلقتِ انسانی کی بھلا حقیقت و حیثیت ہی کیا ہے۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ تخلیقِ انسان اس قادرِ مطلق کا وہ تخلیقی شاہکار ہے کہ کائناتِ عالم میں اس کی کوئی مثال نہیں۔ کیونکہ وجودِ انسانِ عالمِ خلق کی تمام مخلوقات کے نمونوں کا ایک جامع مرقع ہے۔ اللہ اکبر! کیا خوب ارشاد فرمایا۔ مولائے کائنات حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہ۔

اَتَحْسِبُ اِنَّكَ جَرْمٌ صَغِيرٌ وَفِيكَ اِنطَوَى الْعَالَمُ الْاَكْبَرُ

ترجمہ:- اے انسان! کیا تو یہ گمان کرتا ہے کہ تو ایک چھوٹا سا جسم ہے؟ حالانکہ تیری عظمت کا یہ حال ہے کہ تیرے اندر عالمِ اکبر سمٹا ہوا ہے۔

{ ۲ } ممکن تھا کہ کوئی مرد یہ خیال کرتا کہ اگر ہم مردوں کی جماعت نہ ہوتی تو تنہا عورتوں سے کوئی انسان پیدا نہیں ہو سکتا تھا۔ اسی طرح ممکن تھا کہ عورتوں کو یہ گمان ہوتا کہ اگر ہم عورتیں نہ ہوتیں تو تنہا مردوں سے کوئی انسان پیدا نہ ہوتا۔ اسی طرح ممکن تھا کہ عورت و مرد دونوں مل کر یہ ناز کرتے کہ اگر ہم مردوں اور عورتوں کا وجود نہ ہوتا تو کوئی انسان پیدا نہیں ہو سکتا تھا، تو اللہ تعالیٰ نے چاروں طریقوں سے انسانوں کو پیدا فرما کر عورتوں اور مردوں دونوں کا منہ بند کر دیا کہ دیکھ لو، ہم ایسے قادر و قیوم ہیں کہ حضرت حواء علیہا السلام کو تنہا مرد یعنی حضرت آدم علیہ السلام کی پسلی سے پیدا فرمادیا۔ لہذا اے عورتو! تم یہ گمان مت رکھو کہ اگر عورتیں نہ ہوتیں تو کوئی انسان پیدا نہ ہوتا۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تنہا عورت کے شکم سے بغیر مرد کے پیدا فرما کر مردوں کو تنبیہ فرمادی کہ اے مردو! تم یہ ناز نہ کرو کہ اگر تم نہ ہوتے تو انسانوں کی پیدائش نہیں ہو سکتی تھی۔ دیکھ لو! ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تنہا عورت کے شکم سے بغیر مرد کے پیدا فرمادیا۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کو بغیر مرد و عورت کے مٹی سے پیدا فرما کر عورتوں اور مردوں

کا منہ بند فرما دیا کہ اے عورتو! اور مردو! تم کبھی بھی اپنے دل میں خیال نہ لانا کہ اگر ہم دونوں نہ ہوتے تو انسانوں کی جماعت پیدا نہیں ہو سکتی تھی۔ دیکھ لو! حضرت آدم علیہ السلام کے نہ باپ ہیں نہ ماں، بلکہ ہم نے ان کو مٹی سے پیدا فرما دیا۔ سبحان اللہ! سچ فرمایا اللہ جل جلالہ نے کہ

اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿١٦﴾ (پ ۱۳، الرعد: ۱۶)

ترجمہ کنزالایمان: اللہ ہر چیز کا بنانے والا ہے اور وہ اکیلا سب پر غالب ہے

وہ جس کو چاہے اور جیسے چاہے اور جب چاہے پیدا فرما دیتا ہے۔ اس کے افعال اور اس کی قدرت کسی اسباب و علل، اور کسی خاص طور طریقوں کی بندشوں کے محتاج نہیں ہیں۔ وہ

فَعَالٌ لِّبَآئِرٍ ﴿١٦﴾ (پ ۳۰، البروج: ۱۶) ہے۔

یعنی وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اس کی شان یَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ ہے۔ یعنی جس چیز اور جس کام کا وہ ارادہ فرماتا ہے اسکو کر ڈالتا ہے۔ نہ کوئی اسکی مشیت و ارادہ میں دخل انداز ہو سکتا ہے، نہ کسی کو اسکے کسی کام میں چون و چرا کی مجال ہو سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

﴿۲﴾ خلافتِ آدم علیہ السلام

حضرت آدم علیہ السلام کا لقب ”خلیفۃ اللہ“ ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی خلافت سے سرفراز فرمانے کا ارادہ فرمایا تو اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ اور فرشتوں میں جو مکالمہ ہوا وہ بہت ہی تعجب خیز ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت ہی فکر انگیز و عبرت آموز بھی ہے، جو حسب ذیل ہے:

اللہ تعالیٰ: ”اے فرشتو! میں زمین میں اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں جو میرا نائب بن کر زمین میں میرے احکام کو نافذ کرے گا۔

ملاحظہ: اے باری تعالیٰ کیا تو زمین میں ایسے شخص کو اپنی خلافت و نیابت کے شرف سے سرفراز

فرمائے گا جو زمین میں فساد برپا کرے گا اور قتل و غارت گری سے خوں ریزی کا بازار گرم کرے گا؟ اے خداوند تعالیٰ! اس شخص سے زیادہ تیری خلافت کے حق دار تو ہم ملائکہ کی جماعت ہے، کیونکہ ہم ملائکہ نہ زمین میں فساد پھیلائیں گے، نہ خوں ریزی کریں گے بلکہ ہم تیری حمد و ثناء کے ساتھ تیری سبوحیت کا اعلان اور تیری قدوسیت اور پاکی کا بیان کرتے رہتے ہیں اور تیری تسبیح و تقدیس سے ہر لحظہ و ہر آن رطب اللسان رہتے ہیں اس لئے ہم فرشتوں کی جماعت ہی میں سے کسی کے سر پر اپنی خلافت و نیابت کا تاج رکھ کر اس کو ”خليفة الله“ کے معزز لقب سے سر بلند فرما۔

اللہ تعالیٰ: اے فرشتو! آدم (علیہ السلام) کے خلیفہ بنانے میں جو حکمتیں اور مصلحتیں ہیں ان کو میں ہی جانتا ہوں، تم گروہ ملائکہ ان حکمتوں اور مصلحتوں کو نہیں جانتے۔

فرشتے باری تعالیٰ کے اس ارشاد کو سن کر اگرچہ خاموش ہو گئے مگر انہوں نے اپنے دل میں یہ خیال چھپائے رکھا کہ اللہ تعالیٰ خواہ کسی کو بھی اپنا خلیفہ بنا دے مگر وہ فضل و کمال میں ہم فرشتوں سے بڑھ کر نہ ہوگا۔ کیونکہ ہم ملائکہ فضیلت کی جس منزل پر ہیں وہاں تک کسی مخلوق کی بھی رسائی نہ ہو سکے گی۔ اس لئے فضیلت کے تاجدار بہر حال ہم فرشتوں کی جماعت ہی رہے گی۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرما کر تمام چھوٹی بڑی چیزوں کا علم ان کو عطا فرما دیا اس کے بعد پھر اللہ تعالیٰ اور ملائکہ کا حسب ذیل مکالمہ ہوا۔

اللہ تعالیٰ: اے فرشتو! اگر تم اپنے اس دعویٰ میں سچے ہو کہ تم سے افضل کوئی دوسری مخلوق نہیں ہو سکتی تو تم تمام ان چیزوں کے نام بتاؤ جن کو میں نے تمہارے پیش نظر کر دیا ہے۔

ملائکہ: اے اللہ تعالیٰ! تو ہر نقص و عیب سے پاک ہے ہمیں تو بس اتنا ہی علم ہے جو تو نے ہمیں عطا فرما دیا ہے اس کے سوا ہمیں اور کسی چیز کا کوئی علم نہیں ہے ہم بالیقین یہ جانتے ہیں اور مانتے ہیں کہ بلاشبہ علم و حکمت کا خالق و مالک تو صرف تو ہی ہے۔